سوال

(36) ایصال ثواب کی شرعی حیثیت

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایصال ثواب کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ (ڈاکٹر ظہیر قریشی سرگودھا)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

دور حاضر میں مسلمانوں کے اندر بہت سی خرافات و رسومات نے جنم لے لیا ہے جن میں سے کسی آدمی کے فوت ہو جانے کے بعد ایصال ثواب کا بھی مسئلہ ہے یہ بھی بہت غلط رنگ اختیار کر چکا ہے بالخصوص قرآن خوانی کے ذریعے مردوں کو ثواب پہنچانے کا رواج عام ہے۔ حکمران، وزراء، سلاطین اور ملکوں کے سربراہ یا کسی عہدے پر فائز آدمی جب اس دار فانی سے کوچ کرتا ہے تو قرآن خوانی اور گٹھلیوں وغیرہ پر کثرت سے تسبیحات پڑھ کر مرنے والے کو اس کا ثواب بخشا جاتا ہے حتیٰ کہ اب قرآن خوانی تو ایک پیشہ کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ دینی مدارس اور یتیم خانوں کے حفاظ و قرآء کی روزی کا ایک ذریعہ بن گیا ہے یاد رہے کہ انسان کو مرنے کے بعد جن اشیاء کا فائدہ ہوتا ہے وہ صرف وہی ہیں جن کا تذکرہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں کیا گیا ہے۔ عبادات میں وہی طریقہ معتبر سمجھا جائے گا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ہو گا جس پر صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین اور دیگر آئمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہ چلے۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

"مَن رَغِبَ عَن سُنَّتِي فَلَيسَ مِنِّي"

(بخاری کتاب النکاح باب الترغیب فی النکاح (5063)

"جس شخص نے میرے طریقے سے بے رغبتی اختیار کی، وہ مجھ سے نہیں۔"

لہٰذا ہمیں تمام عبادات و معاملات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو سامنے رکھنا چاہیے۔ میت کو جن اعمال کا فائدہ مرنے کے بعد ہوتا ہے۔ ان کی توضیح درج ذیل ہے۔

1۔ دعا

دعا کے بارے میں تو سب کا اتفاق ہے کہ اگر مرنے والا کافر و مشرک نہ ہو تو اس کے لیے دعا کرنا مسنون ہے۔ اللہ وحدہ لاشریک نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا:

وَالَّذينَ جاءو مِن بَعدِهِم يَقولونَ رَبَّنَا اغفِر لَنا وَلِإِخوٰنِنَا الَّذينَ سَبَقونا بِالإيمـٰنِ وَلا تَجعَل فى قُلوبِنا غِلًّا لِلَّذينَ ءامَنوا رَبَّنا إِنَّكَ رَءوفٌ رَحيمٌ ١٠ ... سورة الحشر

"اور جو لوگ ان (اہل ایمان) کے بعد آئے وہ کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ایمان کے ساتھ ہم سے پہلے گزر گئے اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے لیے کینہ نہ بنا اے ہمارے پروردگار بلا شبہ تو مشفق مہربان ہے۔

اسی طرح حدیث میں آتا ہے جب نجاشی فوت ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اطلاع دی تو فرمایا:

"استغفروا لأخيكم"

(بخاری کتاب الجنائز باب الصلاۃ علی الجنائز بالمصلی والمسجد (1327) نسائی (2041)

"اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو۔"

"کان یخرج إلی البقیع فید عولهم، فسألته عائشة عن ذلک فقال: (إنی أمرت أن أدعولهم" (مسند احمد: 6/252)

"عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع کی طرف نکلا کرتے تھے اور ان کے لیے دعا کرتے تھے۔ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے ان کے لیے دعا کا حکم دیا گیا ہے۔"

اسی طرح مسند احمد 221،6/92، موطا کتاب الجنائز باب جامع الجنائز 1/208۔ نسائی کتاب الجنائز باب الامر بالاستغفار للمؤمنین (2036۔2037) مسلم کتاب الجنائز باب مایقول عند دخول القبور والدعاء لاھلھا (103۔974) عبدالرزاق 3/570۔576) وغیرہ میں مفصل طور پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قبرستان میں جا کر ہاتھ اٹھا کر ان کے لیے دعا کرنا منقول ہے۔

علاوہ ازیں قبرستان میں جا کر زیارت قبور کی احادیث اور نماز جنازہ میں دعائیں وغیرہ اس بات کی بین دلیل ہیں کہ مسلمانوں کی دعائیں مسلمان میت کے لیے مفید ثابت ہو سکتی ہیں۔ ان دعاؤں کی تفصیل کے لیے راقم الحروف کی "باغیچہ جنت" ور حصن المجاہد" کا مطالعہ کریں۔

کافر اور مشرک میت کے لیے دعا کی اجازت نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ما كانَ لِلنَّبِىِّ وَالَّذينَ ءامَنوا أَن يَستَغفِروا لِلمُشرِكينَ وَلَو كانوا أُولى قُربىٰ مِن بَعدِ ما تَبَيَّنَ لَهُم أَنَّهُم أَصحـٰبُ الجَحيمِ ١١٣ ... سورة التوبة

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ایمان والوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کے لیے مغفرت کی دعا مانگیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی ہوں اس امر کے ظاہر ہو جانے کے بعد کہ یہ لوگ دوزخی ہیں۔"

اس آیت کے شان نزول میں صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ توبہ (4675) میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب اور تفسیر ابن کثیر ص: 633 ط۔ دارالسلام، تفسیر ابن ابی حاتم 6/1893(10051) مستدرک حاکم 2/336۔ وغیرہ میں آپ کی والدہ کا ذکر ہے البتہ جو آدمی غیر اسلام پر مرجائے تو عبرت کے لیے اس کی قبر کی زیارت کی جا سکتی ہے۔

جیسا کہ صحیح مسلم کتاب الجنائز باب استذان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ربہ عزوجل فی زیارۃ قبر امہ (976،105،106) ابو داؤد کتاب الجنائز باب فی زیارۃ القبور (3234) نسائی باب زیارۃ قبر المشرک (2033) ابن ماجہ باب ماجاء فی زیارۃ قبور المشرکین (1572) طحاوی 3/189، ابن حبان (3159) مستدرک حاکم 1/357،376، بیہقی

4/76، مسند احمد 2/441، ابن ابی شیبہ 4/139، میں موجود ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی والدہ کے استغفار کی اجازت نہیں ملی البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت قبر کرکے فرمایا:

"فزوروا القبور فإنها تذكر الموت"

"قبروں کی زیارت کرو۔ یہ موت یاد دلاتی ہیں۔"

مندرجہ بالا احادیث صحیحہ صریحہ سے معلوم ہوا کہ مسلمان میت کے لیے بخشش کی دعا کی جا سکتی ہے، کافر و مشرک کے لیے دعا کی اجازت نہیں۔

2۔ صدقہ جاریہ

یعنی مسلمان اپنی زندگی میں ایسا کام کر جائے جس کا ثواب و فائدہ اسے مرنے کے بعد بھی برابر ملتا رہے اور اس کے جاری کردہ کام سے بعد میں لوگ بھی فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں۔ اس کے بارے میں بہت سی احادیث ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

إِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتَىٰ وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ ١٢ ... سورة یس

"بلاشبہ ہم مردوں کو زندہ کریں گے اور ہم لکھتے جاتے ہیں وہ اعمال بھی جن کو لوگ آگے بھیجتے ہیں اور ان کے وہ اعمال بھی جن کو پیچھے چھوڑ جاتے ہیں اور ہم نے ہر چیز کو ایک واضح کتاب میں ضبط کر رکھا ہے۔"

اس آیت کریمہ میں قَدَّمُوا سے مراد وہ اعمال ہیں جو انسان خود اپنی زندگی میں کرتا ہے آثَارَهُمْ سے مراد وہ اعمال ہیں جن کے عملی نمونے وہ دنیا میں چھوڑ جاتا ہے اور اس کے مرنے کے بعد لوگ اس کی اقتداء میں بجالاتے ہیں۔ ایسے صدقات و اعمال کا تذکرہ کتب حدیث میں موجود ہے۔ جیسا کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ)

(مسلم کتاب الوصیہ باب مایلحق الانسان من الثواب بعد وفاتہ (1014-1631) الادب المفرد باب برالوالدین بعد موتھما (38) مسند ابی یعلیٰ (6457) 11/343 مسند احمد 2/372، ترمذی کتاب الاحکام باب فی الوقف (1381) ابوداؤد کتاب الوصایا باب ماجاء فی الصدقہ عن المیت (2880) نسائی کتاب الوصایا باب فضل الصدقہ علی المیت 6/251-(3653) مشکل الآثار 1/95 بیہقی 2/278)

"جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کا عمل اس سے منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں ہیں (جن کا فائدہ اسے مرنے کے بعد ہوتا رہتا ہے) (1) صدقہ جاریہ (2) علم جس سے نفع حاصل کیا جاتا ہے یا (3) نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی ہے۔"

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"قَالَ الْعُلَمَاءُ: مَعْنَى الْحَدِيثِ أَنَّ عَمَلَ الْمَيِّتِ يَنْقَطِعُ بِمَوْتِهِ, وَيَنْقَطِعُ تَجَدُّدُ الثَّوَابِ لَهُ, إِلَّا فِي هَذِهِ الْأَشْيَاءِ الثَّلَاثَةِ; لِكَوْنِهِ كَانَ سَبَبَهَا; فَإِنَّ الْوَلَدَ مِنْ كَسْبِهِ, وَكَذَلِكَ الْعِلْمُ الَّذِي خَلَّفَهُ مِنْ تَعْلِيمٍ أَوْ تَصْنِيفٍ

,وَكَذَلِكَ الصَّدَقَةُ الْجَارِيَةُ وَهِيَ الْوَقْفُ" انتہی (شرح مسلم للنووی : 11/72)

"علماء نے کہا ہے حدیث کا معنی یہ ہے کہ میت کا عمل اس کی موت کے ساتھ منقطع ہوجاتا ہے اور اس کے لیے ثواب کا نیا ہونا بھی منقطع ہوجاتا ہے مگر ان تین اشیاء میں اس لیے کہ میت ان امور کی سبب تھی۔ اولاد اس کی کمائی ہے۔ اسی طرح علم جو اس نے پیچھے چھوڑا خواہ وہ کسی کو تعلیم دے کر گیا یا کوئی علمی تصنیف چھوڑ گیا۔ اسی طرح صدقہ جاریہ بھی اس کا سب ہے اور یہ وقف ہے۔"

ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"خَيْرُ مَا يُخَلِّفُ الرَّجُلُ مِنْ بَعْدِهِ ثَلَاثٌ وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُو لَهُ وَصَدَقَةٌ تَجْرِي يَبْلُغُهُ أَجْرُهَا وَعِلْمٌ ... تَجْرِي) كَالْوَقْفِ وَمَا أَوْصَى بِهِ مِنَ الصَّدَقَةِ الْمُسْتَمِرَّةِ فَإِنَّ أَجْرَهَا لَهُ وَلِوَارِثِهِ (وَعِلْمٌ يُعْمَلُ بِهِ)

(ابن ماجہ کتاب المقدمہ (241) موارد الظمان باب فیمن علم علما (84،85) طاخری 1/182، طبرانی صغیر 1/141 طبرانی اوسط 4/281 (3496) جامع بیان العلم لابن عبدالبر 1/15۔ الترغیب 1/100 اسنادہ صحیح)

"آدمی اپنے بعد سب سے بہترین تین چیزیں چھوڑ کر جاتا ہے۔ (1) نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی ہے (2) صدقہ جاریہ اس کا اجر اسے (مرنے کے بعد) پہنچتا ہے (3) اور علم جس پر اس کے بعد عمل کیا جاتا ہے۔"

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (إِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهِ وَحَسَنَاتِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ: عِلْمًا عَلَّمَهُ وَنَشَرَهُ، وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهُ، وَمُصْحَفًا وَرَّثَهُ، أَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ، أَوْ بَيْتًا لِابْنِ السَّبِيلِ بَنَاهُ، أَوْ نَهْرًا أَجْرَاهُ، أَوْ صَدَقَةً أَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهِ فِي صِحَّتِهِ وَحَيَاتِهِ، يَلْحَقُهُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ"

(ابن ماجہ المقدمہ باب ثواب معلم الناس الخیر (242) ابن خزیمہ (2490) شعب الایمان بیہقی (3448) صحیح الجامع الصغیر للالبانی حفظہ اللہ (2231) علامہ البانی حفظہ اللہ اور علامہ عبیداللہ مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔ مرعاۃ المفاتیح 1/346)

بلاشبہ مومن آدمی کو اس کے عمل اور نیکیوں سے اس کی موت کے بعد جو ملتا ہے اس میں سے (1) ایسا علم جس کی اس نے تعلیم دی اور اسے نشر کیا (2) اور نیک اولاد جو اس نے چھوڑی (3) اور مصحف (قرآن) جو اس نے ورثاء کے لیے چھوڑا (4) یا جو اس نے مسجد تعمیر کی (5) یا مسافر خانہ تعمیر کیا (6) یا نہر جاری کی (7) یا اپنی زندگی اور تندرستی میں اپنے مال سے صدقہ نکالا اسے مرنے کے بعد ان کا اجر ملتا رہے گا۔"

عَنْ سَلْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: (رِبَاطُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ خَيْرٌ مِنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ وَإِنْ مَاتَ جَرَى عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُهُ وَأُجْرِيَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ وَأَمِنَ الْفَتَّانَ"

(مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الرباط فی سبیل اللہ عزوجل (163۔11913) مسند ابی عوانہ 5/93۔94۔ نسائی کتاب الجہاد باب فضل الرباط 6/39۔ مشکل الاثار 3/102۔ ابن حبان (4604۔4607) طبرانی کبیر 6/327 (6178) مستدرک حاکم 2/80 حلیۃ الاولیاء 5/190۔ بیہقی کتاب الجہاد لا بن ابی عاصم 2/700 (309)

"سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا: اللہ کی راہ میں ایک دن اور ایک رات سرحدوں کا پہرہ دینا ایک مہینے کے روزوں اور قیام سے بہتر ہے اور اگر وہ مر گیا اس کا وہ عمل اس پر جاری رہے گا جو وہ کرتا رہا۔ اور اس پر اس کا رزق و بدلہ جاری کر دیا جائے گا اور وہ فتنے سے محفوظ ہوگا۔"

حدثنا سعید بن منصور حدثنا عبداللہ بن وہب حدثنی أبو ہانئ عن عمرو بن مالک عن فضالۃ بن عبید أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کل المیت یختم علی عملہ إلا المرابط فإنہ ینمو لہ عملہ إلی یوم القیامۃ ویؤمن من فتان القبر"

(ابو داوٗد، کتاب الجہاد باب فی فضل الرباط (2500) ترمذی کتاب فضائل الجہاد (1621) کتاب الجہاد لا بن المبارک (174) ابن حبان (4605) طبرانی کبیر

18/311(802)مستدرک حاکم 2/144)سنن سعید بن منصور(2414)ابو عوانہ 5/91۔الاربعین لابن عساکر ص:85،86)

"فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر میت کا خاتمہ اس کے عمل پر ہوجاتا ہے مگر اللہ کی راہ میں پہرہ دینے والا اس کا عمل قیامت تک بڑھتا رہتا ہے اور وہ قبر کے فتنوں سے بچالیا جاتا ہے۔"

مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ میت کو ان تمام اعمال صالحہ کا ثواب وفائدہ پہنچتا ہے جن کو وہ اپنی زندگی میں سر انجام دے گیا اور وہ صدقہ جاریہ کے طور پر باقی رہے جن میں علم سکھانا، نیک بچے کی دعا۔قرآن مجید چھوڑ جانا، مسجد بنوانا، مسافر خانہ تعمیر کروانا۔نہر و کنواں جاری کرجانا، کوئی صدقہ جو اس نے صحت وحیات میں کیا ہو۔جہاد میں پہرہ دیتے ہوئے فوت ہوجانا۔مردہ سنت جاری کرنا، درخت وغیرہ لگاجانا وغیرھا۔یہ تمام امور اس کے اپنے اعمال صالحہ ہیں۔یہ بھی یاد رہے کہ ولد صالح بھی آدمی کی نیک کمائی میں داخل ہے۔جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلَ الرَّجُلُ مِن كَسْبِهِ , وَوَلَدُهُ مِن كَسْبِهِ))

(نسائی کتاب البیوع باب الحث علی الکسب (4461)ابو داؤد کتاب الاجارۃ باب الرجل یاکل من مال ولدہ(3528۔3529)ترمذی کتاب الاحکام (1358)ابن ماجہ کتاب التجارات باب ماللرجال من مال ولدہ(2290)مستدرک حاکم 2/46۔مسند احمد 6/41۔220،201،193،173،126)

"بلاشبہ آدمی جو اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتا ہے، وہ سب سے پاکیزہ ہے۔اور بلاشبہ آدمی کی اولاد اس کی کمائی سے ہے۔"

اور ابو داؤد کتاب الاجارۃ(3530)ابن ماجہ کتاب التجارات(2292)اور مسند احمد 2/179۔204۔214،میں بسند حسن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طرح بھی مروی ہے۔کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إِنَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِكُمْ فَكُلُوا مِنْ كَسْبِ أَوْلَادِكُمْ"

"بے شک تمہاری اولاد تمہاری سب سے پاکیزہ کمائی میں سے ہے۔سو تم اپنی اولاد کی کمائی میں سے کھاؤ۔"

معلوم ہوا کہ اولاد آدمی کی اپنی کمائی ہے لہٰذا اولاد جو نیک عمل کرے گی والدین کو اس میں سے اجر ملے گا۔

3۔میت کے ولی کا اس کی جانب سے نذر کے روزوں کی قضا کرنا

اس کے دلائل درج ذیل ہیں۔

1۔عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((من مات وعلیه صوم صام عنه ولیه))

(بخاری کتاب الصوم باب من مات وعلیه صوم (1952) مسلم کتاب الصیام باب قضاء الصیام عن المیت(1147۔153)ابو داؤد کتاب الصیام باب فیمن مات وعلیه صیام(2400) بیہقی 6/279)مسند احمد 6/69)

"جو آدمی مرجائے اوراس کے ذمے روزے ہوں تو اس کی جانب سے اس کا ولی روزہ رکھے۔"

2۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔کہ :

{ جاءَت امرَأَةٌإِلَى رَسُولِ اللہِ صلَّى اللہُ علیہ وسلَّم فَقَالَتْ : یارَسُولَ اللہِ، اِنَّ أُمّی مَاتَتْ وَعَلَیہَا صَوْمُ نذرٍ، أَفَأَصُومُ عَنْہَا؟ قالَ : ((أَرَایتِ لَوکَانَ عَلَی أُمِّکِ دَیْنٌ فَقَضَیتِیہِ، أَکَانَ یُؤَدِّي ذٰلِکَ عَنْہَا)) ؟ قَالَتْ : نَعَمْ قَالَ : ((فَصُومِي عَنْ أُمِّکِ))

(مسلم کتاب الصیام باب قضاء الصیام عن المیت (156۔1148۔156)بخاری

کتاب الصوم باب من مات وعلیہ صوم (1953)

"ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔اس نے کہا: اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں فوت ہوگئی ہے اوراس کے ذمے نذر کے روزے ہیں۔کیامیں اس کی طرف سے روزے رکھوں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایامجھے بتاؤاگر تیری ماں پر قرض ہوتا تو تو اسے ادا کرتی۔کیا وہ قرض اس کی طرف سے ادا کیا جائے گا؟اس نے کہاہاں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اپنی ماں کی جانب سے روزے رکھ۔"

3۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ : (أن امرأۃ رکبت البحر فنذرت إن نجاہا اللہ أن تصوم شہرا فنجاہا اللہ فلم تصم حتی ماتت فجاءت ابنتہا أو أختہا إلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فأمرہا أن تصوم عنہا"

(ابوداؤد کتاب الایمان والنذور باب فی قضاء النذر عن المیت (3308) طحاوی

3/140 بیہقی 10/85،256، 4/255،مسند طیالسی (2630)

"ایک عورت سمندر میں سوار ہوئی تو اس نے نذر مانی اگر اللہ تعالیٰ اسے نجات دے گا تو وہ ایک ماہ کے روزے رکھے گی۔سو اللہ تعالیٰ نے اسے نجات دی۔اس نے روزے نہ رکھے یہاں تک کہ وہ فوت ہوگئی۔اس کی بیٹی یا بہن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ وہ اس کی طرف سے روزے رکھے۔"

4۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

"عبداللہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما أن سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ استفتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال إن أمی ماتت وعلیہا نذر فقال اقضہ عنہا"

(بخاری کتاب الوصایا(2761) مسلم کتاب النذر باب الامر بقضاء النذر1/1638ابوداؤد کتاب الایمان والنذور باب فی قضاء النذر عن المیت (3307)ترمذی کتاب النذور والایمان باب ماجاء فی قضاء النذور عن المیت (1546) نسائی کتاب الوصایا(3664،3662) ابن ماجہ کتاب الکفارات (2132)

"سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: میری والدہ فوت ہوگئی ہیں ان کے ذمہ نذر ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایااس کی طرف سے نذر کو پورا کر۔"

مندرجہ بالا احادیث صراحت سے،اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ میت کی طرف سے اس کا ولی نذر کا روزہ رکھ سکتا ہے۔عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ میت کی جانب سے ولی فرض روزہ بھی رکھ سکتا ہے لیکن راجح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ یہ حدیث اپنے اطلاق پر نہیں ہے بلکہ اس سے مراد بھی کا روزہ ہے جیسا کہ دیگر احادیث میں نذر کے روزے کی توضیح ہے اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ایک قول بھی اس کی وضاحت کرتا ہے جیسا کہ طحاوی 3/142)اور محلی ابن حزم 7/4 میں ہے ایک تابعیہ

عمرة فرماتی ہیں۔

"أَنَّ أُمَّهَا مَاتَتْ وَعَلَيْهَا مِنْ رَمَضَانَ فَقَالَتْ لِعَائِشَةَ: أَأَقْضِيهِ عَنْهَا؟ قَالَتْ: لَا، بَلْ تَصَدَّقِي عَنْهَا مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ نِصْفَ صَاعٍ عَلَى كُلِّ مِسْكِينٍ"

"ان کی والدہ فوت ہوگئیں اوران کے ذمے رمضان کے روزے تھے توانھوں نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا۔کیا میں اپنی طرف سے ماں کی طرف قضا کروں؟ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: نہیں بلکہ تواس کی طرف سے ہر دن کے عوض آدھا صاع ہر کسی مسکین پر صدقہ کر۔"

اسی طرح عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

"إذا مرض الرجل في رمضان ثم مات ولم يصم أطعم عنه ولم يكن عليه قضاء، وإن كان عليه نذر قضى عنه وليه"

(ابوداؤد کتاب الصیام باب فیمن مات وعلیہ صیام (2401) المحلیٰ 7/7)

"جب کوئی آدمی رمضان میں مریض ہوجائے پھر مرجائے اوراس نے روزے نہیں رکھے اس کی طرف سے کھانا (فدیے میں) دیا جائے اس پر قضا نہیں اوراگراس پر نذر ہو تواس کی طرف سے ولی قضا کرے۔"

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

"لا يصلي أحد عن أحد، ولا يصوم أحد عن أحد، ولكن يطعم عنه مكان كل يوم مدًّا من حنطة"

(السنن الکبریٰ للنسائی کتاب الصیام (2918) 2/175)

"کوئی شخص کسی دوسرے کی طرف سے نمازادانہ کرے اورنہ کوئی دوسرے کی طرف سے روزے رکھے لیکن دوسرے کی طرف سے ہر دن کے بدلے ایک مد گندم کھانا دیا جائے گا۔"

اس اثر میں روزے سے مراد نذر کا ہی روزہ ہے۔جیساکہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوپر والے اثر سے واضح ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تفصیل سے یہ معلوم ہواکہ میت کی جانب سے صرف نذر کے روزے پورے کرنے چاہئیں اگر فرض روزے ہوں توان کے لیے فدیہ دیا جائے۔امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"سمعت احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ قال: لا يصام عن الميت إلا النذر" (مسائل ابوداود(196)

"میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے سنا: انھوں نے فرمایا: میت کی طرف سے نذر کے روزوں کے علاوہ روزے نہ رکھے جائیں۔"

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"فطائفة حملت هذا على عمومه وإطلاقه وقالت: يصام عنه النذر والفرض، وأبت طائفة ذلك وقالت: لا يصام عنه نذر ولا فرض، وفصلت طائفة فقالت: يصام عنه النذر دون الفرض الأصلي، وهذا قول ابن عباس وأصحابه، والإمام أحمد وأصحابه، وهو الصحيح لأن فرض الصيام جار مجرى الصلاة، فكما لا يصلي أحد عن أحد ولا يسلم أحد عن أحد فكذلك الصيام، وأما النذر فهو التزام في الذمة بمنزلة الدين" (اعلام الموقعین: 3/554)

"علماء کی ایک جماعت نے اس حدیث کو عموم واطلاق پر ہی محمول کیا ہے اور کہا ہے میت کی طرف سے نذر اور فرض دونوں روزے رکھے جائیں اور ایک جماعت نے اس بات کا انکار کیا اور کہا نہ اس کی طرف سے فرض روزے رکھے جائیں اور نہ ہی نذر کے اور ایک جماعت نے تفصیل کی ہے کہ میت کی طرف سے نذر کے روزے رکھے جائیں اور فرض روزے نہ رکھے جائیں ۔ یہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا قول ہے اور یہی صحیح ہے اس لیے کہ فرضی روزے نماز کی طرح ہیں ۔ جیسے نماز دوسرے آدمی کی طرف سے ادا نہیں کی جا سکتی اور نہ کسی دوسرے کی طرف سے اسلام قبول کیا جاتا ہے اسی طرح فرضی روزے بھی دوسرے کی جانب سے ادا نہیں ہو سکتے اور نذر قرض کے مقام پر ہے اور ولی سے نذر کی قضا قبول ہوگی جیسے وہ قرض ادا کرتا ہے

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلے کی مزید وضاحت "تہذیب السنن 282،3/289، میں کی ہے ۔ وہاں ملاحظہ کریں ۔ (بحوالہ کتاب الجنائز للشیخ الالبانی حفظہ اللہ تعالیٰ)

4۔ میت کی طرف سے قرض کی ادائیگی

میت کی طرف سے قرض کی ادائیگی خواہ ولی کرے یا کوئی اور شخص جب قرض کی ادائیگی ہوجائے گی تو میت کو اس کا نفع بھی ملتا ہے ۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی فوت ہوگیا ۔ ہم نے اسے غسل دے کر کفن پہنایا ۔ خوشبو لگائی اور جنازہ گاہ میں رکھا ۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز جنازہ کی اطلاع دی ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے فرمایا : شاید تمہارے ساتھی کے ذمے قرض کی ادائیگی ہے ؟ صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین نے کہا ہاں دو دینار اس پر قرض ہے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے ہٹ گئے اور فرمایا اپنے ساتھی پر تم جنازہ پڑھو ۔ ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا : اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کی ادائیگی کردوں گا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے وہ دو دینار تجھ پر تیرے مال سے ادا کرنا لازم ہے اور میت ان سے بری ہے ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتے تو کہتے تو نے دو دیناروں کا کیا کیا ؟ انھوں نے کہا : یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ تو ابھی کل فوت ہوا ہے ۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ ملے تو یہی بات پوچھی تو ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا : اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے وہ قرض ادا کر دیا ہے ۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اب اس پر اس کی جلد ٹھنڈی ہوگئی یعنی قرض کی ادائیگی سے اس پر سے سختی اُٹھ گئی ۔

(مستدرک حاکم 2/58 بیہقی 6/74۔75۔ مسند طیالسی (1673) مسند احمد 3/330) مجمع الزوائد 3/39)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میت کی جانب سے قرض کی ادائیگی کوئی شخص بھی کر سکتا ہے جب قرض کی ادائیگی ہو تو میت کو نفع ملتا ہے ۔ اس معنی کی کئی ایک احادیث اور بھی موجود ہیں ۔

5۔ میت کی طرف سے صدقہ کرنا

1۔ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے ۔

"أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ - صلى الله عليه وسلم - : إِنَّ أُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا ، وَأُرَاهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ ، أَفَأَتَصَدَّقُ عَنْهَا ؟ قَالَ : "نَعَمْ ، تَصَدَّقْ عَنْهَا "

(بخاری کتاب الوصایا باب مایستحب لمن توفی فجاۃ ان یتصدقوا عنہ وقضاء النذور عن المیت (2760۔1388) ابو داود کتاب الوصایا (2881) مسلم کتاب الزکوۃ باب وصول ثواب الصدقہ عن المیت الیہ (51۔1004) نسائی کتاب الوصایا باب اذامات الفجاۃ ھل یستحب لاھلہ ان یتصدقوا عنہ (3651) ابن ماجہ کتاب الوصایا (2717) بیہقی 4/62) مسند احمد 2/51)

"ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا میری ماں اچانک فوت ہوگئی ہے ۔ میرا خیال ہے اگر مرتے وقت وہ بات کر سکتی تو صدقہ کرتی ۔ کیا میں اس کی طرف سے صدقہ

کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں تو اس کی طرف سے صدقہ کر۔"

2۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

ن سعد بن عبادة توفّیت اُمُہ وہو غائب عنہا، فقال: یا رسول اللہ، اِن اُمی توفِّیت واَنا غائبٌ عنہا، اَینفعُہا شیءٌ اِن تصدَّقتُ بہ عنہا؟ قال: (نعم)، قال: فِإنی أُشہِدک اَن حائطی المِخراف صدقةٌ علیہا".

(بخاری کتاب الوصایا (27702756-2762- ابوداوٗد کتاب الوصایا (2882)

ترمذی کتاب الزکاۃ باب ماجاء فی الصدقہ عن المیت (229) نسائی کتاب الوصایا باب فضل الصقہ عن المیت (3656،3657) بیہقی 2/278)

"ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اس کی ماں فوت ہوگئی ہے اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں کیا اسے نفع ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ تو اس آدمی نے کہا میرا ایک پھل دار باغ ہے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنا کر کہتا ہوں میں نے وہ باغ اس کی طرف سے صدقہ کر دیا۔"

بخاری (2762،2752) میں صراحت ہے کہ وہ آدمی سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے وہ اپنی ماں کی وفات کے وقت غائب تھے پھر انھوں نے یہ سوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا

3۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

"عَنْ اَبِی ہُرَیْرَۃَ اَنَّ رَجُلاً قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللَّہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اِنَّ اَبِی مَاتَ وَتَرَکَ مَالاً وَلَمْ یُوصِ، فَہَلْ یُکَفِّرُ عَنْہُ اَنْ اَتَصَدَّقَ عَنْہُ؟ قَالَ: نَعَمْ"

(نسائی کتاب الوصایا (3654) مسلم کتاب الوصیۃ باب وصول ثواب الصدقات الی المیت (11-1630) بیہقی 2/278) مسند احمد 2/371) ابن ماجہ کتاب الوصایا (2716)

"ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا میرا باپ فوت ہوگیا ہے اور اس نے ترکے میں مال چھوڑا ہے۔ اور وصیت نہیں کی میرا اس کی طرف سے صدقہ کرنا کیا اس کے لیے کفارہ بنے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔"

4۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ عاص بن وائل نے وصیت کی کہ اس کی طرف سے 100 غلام آزاد کیے جائیں اس کے بیٹے ہشام نے 50 غلام اس کی طرف سے آزاد کر دیئے۔ اس کے بیٹے عمرو نے ارادہ کیا کہ باقی 50 غلام وہ آزاد کر دے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے باپ نے 100 غلام آزاد کرنے کی وصیت کی تھی جن میں سے 50 غلام ہشام نے آزاد کر دیئے ہیں جبکہ 50 غلام آزاد کرنے باقی ہیں کیا میں اس کی طرف سے آزاد کر دوں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اِنہ لو کان مسلماً فأعتقتم عنہ أو تصدقتم عنہ أو حججتم عنہ بلغہ ذلک"

"اگر وہ مسلمان ہوتا تو تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرتے یا صدقہ کرتے یا حج کرتے تو اس کا اجر اسے پہنچتا۔"

ابوداوٗد کتاب الوصایا (2883) بیہقی 6/279 نیز مسند احمد 2/182 میں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اَنَا اَبُوکَ، فَلَوْ کَانَ اَقَرَّ بِالتَّوْحِیدِ، فَصُمْتَ، وَتَصَدَّقْتَ عَنْہُ، نَفَعَہُ ذَلِکَ"

"اگر تیرے باپ نے توحید کا اقرار کیا ہوتا اور تو اس کی طرف سے روزے یا صدقہ کرتا تو اسے اس کا نفع ہوتا۔"

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اولاد والدین کی طرف سے اگر صدقہ کریں۔ غلام آزاد کریں تو انہیں نفع ہوتا ہے بشرطیکہ والدین نے توحید کا اقرار کیا ہو۔ مشرک والدین کو فائدہ نہیں ہوتا۔ نیک اولاد والدین کی کمائی ہے جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔ اولاد کے علاوہ دیگر افراد کا میت کی طرف سے صدقہ کرنا محتاج دلیل ہے۔ قاضی شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"وأحاديث الباب تدل على أن الصدقة من الولد تلحق الوالدين بعد موتهما بدون وصية منهما، ويصل إليهما ثوابها، فيخصص بهذه الأحاديث عموم قوله تعالى ((وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ))، ولكن ليس في أحاديث الباب إلا لحوق الصدقة من الولد، وقد ثبت "أن ولد الإنسان من سعيه" فلا حاجة إلى دعوى التخصيص، وأما من غير الولد: فالظاهر من العمومات القرآنية: أنه لا يصل ثوابه إلى الميت فيوقف عليها حتى يأتي دليل يقتضي تخصيصها. (نيل الأوطار 4/105) تحت باب وصول ثواب القرب المهداة إلى الموتى)"

"اس باب کی احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اولاد کی طرف سے صدقہ والدین کی وصیت کے بغیر ان کی وفات کے بعد انہیں ملتا ہے اور اس کا ثواب انہیں پہنچتا ہے ان احادیث کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے فرمان (نہیں ہے انسان کے لیے مگر وہی جو اس نے کوشش کی) کے عموم کی تخصیص کی جاتی ہے لیکن باب کی احادیث میں صرف اولاد کے صدقے کا ذکر ہے اور یہ بات ثابت ہے کہ انسان کی اولاد اس کی سعی و کوشش سے ہے لہذا تخصیص کے دعوے کی حاجت نہیں بہر کیف اولاد کے علاوہ دیگر افراد قرآنی عمومات میں شامل ہیں ان کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا۔ اس پر توقف کیا جائے گا یہاں تک کہ ایسی دلیل مل جائے جو تخصیص کا تقاضا کرے۔"

معلوم ہوا کہ اولاد کے علاوہ دیگر افراد کا میت کی طرف سے صدقہ کرنا بے دلیل ہے۔

6۔ میت کی طرف سے حج کرنا

میت کی طرف سے حج کرنے کی ایک دلیل تو عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے جو کہ اوپر ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے گزر چکی ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔

(بخاری کتاب جزاء الصید باب الحج والنذور عن المیت (1852) نسائی کتاب المناسک (2632،2631) مسند احمد 345،279، 1/239)

أن امرأة من جهينة جاءت إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقالت: إن أمي نذرت أن تحج فلم تحج حتى ماتت أفأحج عنها، قال: نعم حجي عنها أرأيت لو كان على أمك دين أكنت قاضية اقضوا الله فالله أحق بالوفاء"

"جہینہ قبیلے کی ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔ اس نے کہا: میری ماں نے حج کرنے کی نذر مانی تھی اس نے حج نہ کیا یہاں تک کہ فوت ہو گئی۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں تو اس کی طرف سے حج کرو۔ بتاؤ کیا تیری ماں پر قرض ہوتا تو تم ادا کرتی؟ اللہ کا حق ادا کرو۔ اللہ وفا کا زیادہ حق دار ہے۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میت کی طرف سے حج اگر کیا جائے تو اسے نفع ہوتا ہے مذکورہ بالا اعمال کے علاوہ قل تیجے، ساتویں، چالیسویں قرآن خوانی وغیرہ ایسے امور ہیں جن کا ذکر کسی بھی حدیث صحیح میں موجود نہیں بلکہ یہ صرف اور صرف رسوم ہیں شرع سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ امام العز بن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ میں فرمایا:

"ومن فعل طاعة لله تعالى ثم أهدى ثوابها إلى حي أو ميت لم ينتقل ثوابها إليه وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ 39 ...النجم فإن شرع في الطاعة ناويا أن يقع عن الميت لم يقع إلا فيما استثناه الشرع كالصدقة والصوم والحج والدعاء والاستغفار"

(کتاب الجنائز للشیخ الالبانی حفظہ اللہ تعالیٰ ص: 220)

"جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا کوئی کام کیا پھر اس کا ثواب کسی زندہ یا مردہ کو بخشا تو اللہ کی اطاعت کا ثواب اسے نہیں پہنچے گا کیونکہ قرآن میں ہے۔ (انسان کے لیے صرف

وہی ہے جس کی اس نے کوشش کی) اگر کسی اطاعت کی ابتداء اس نیت سے کی کہ اس کا ثواب فلاں میت کو مل جائے تو یہ میت کی طرف سے واقع نہیں ہوگی۔ ہاں وہ چیزیں میت کی طرف سے واقع ہوں گی جنہیں شریعت نے مستثنیٰ قرار دیا ہے جیسے صدقہ، روزہ، اورحج۔"

مذکورہ بالا احادیث صحیحہ صریحہ اور آئمہ محدثین کی توضیحات سے معلوم ہوا کہ میت کو صرف انہی اعمال کا فائدہ ہوتا ہے جن کا بالتفصیل اوپر ذکر کردیا گیا ہے اس کے علاوہ تیجہ، ساتواں چالیسواں، گیارھویں شریف، قرآن خوانی جیسے امور کا کسی صحیح حدیث میں تذکرہ نہیں ہے یہ ہنود کی رسوم ہیں تفصیل کےلیے مولانا عبید اللہ سندھی مرحوم کی "تحفۃ الہند" کا مطالعہ کریں۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

آپ کے مسائل اوران کا حل

جلد2۔کتاب الجنائز۔صفحہ نمبر 257

محدث فتویٰ